سوال

(96) وہ ہندو تھا، کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مسجد تیار کرواؤں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماوے دین صورت مسئولہ میں کہ ایک رنڈی قوم مسلمان کی اپنے دارندہ سے (کہ وہ ہندو تھا) کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک مسجد تیار کرواؤں، اگر تیری مہربانی سے ایک مسجد تیار ہوجائے تو تیری مجھ پر بڑی مہربانی ہوگی۔ اس ہندو نے بپاس خاطر رنڈی مذکور ایک مسجد تیار کرواوی اور اس کے حوالہ کردی، اس رنڈی نے اس محلہ کے لوگوں سے کہا کہ یہ وقف ہے تم اس میں نماز پڑھا کرو مگر مسلمانوں نے بسبب فرمانے بعض علماء کے (کہ مال حرام سے جو جگہ تیار ہو، وہ مسجد نہیں ہوسکتی ہے اور کافر کا مسجد بنوانا شرعاً غیر مقبول ہے بنا بر آن اس مسجد میں نماز مع الکراہت جائز ہے اور ثواب مسجد کی نماز کا حاصل نہیں ہوتا ہے) اس مسجد میں نماز پڑھنے کو مکروہ تصور کرتے تھے، مگر جویان تھے کہ کوئی صورت جواز صلوۃ بلا کراہت کی ظاہر ہو کہ کسی فاضل نے فرمایا کہ جب وہ مسجد ہی نہیں تو اس کو خرید لو اور وقف کرکے نماز پڑھو، پس اہل محلہ نے اس کو خرید لیا اور فرش، دیوار وغیرہ چھیل چھال کر از سر نو مرمت کروائی اور ان کا زعم یہ تھا کہ اس عمل سے مسجد پاک ہوجائے گی اور نماز مشروع ہوگی، آیا اب اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہ، اور جائز ہے تو مسجد کا حکم اس پر درست ہوسکتا ہے یا نہ۔ ینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واللہ الموفق لصحیح الجواب جو مسجد مال حرام سے تیار ہو، وہ ملحق بمسجد ضرار ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جس مسجد کو کافر بنادے وہ مسجد نہیں ہوسکتی یہی بہت صحیح و درست ہے۔ ''ہر وہ مسجد جوریا اور سنا نے یا خدا کی رضا مندی کے بغیر کسی اور غرض سے یا مال حرام سے تیار کی جائے وہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔''، ''مشرکوں کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کافر ہتے ہوئے اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں'' یعنی یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ جمع بین المتنافیین کریں کہ ایک طرف تو خالص خدا کی عبادت کے لیے مسجد بنائیں اور دوسری طرف خدا کے ساتھ شرک کریں اور غیر اللہ کی عبادت کریں۔

مگر صورت مسئولة الصدر اس حکم سے خارج ہے کیونکہ وہ مسجد نہ مال حرام سے اور نہ کافر کی جانب سے تیار ہوئی ہے اس لیے کہ وہ معمر کافر اسمجد کی تعمیر میں وکیل محض ہے وہ اپنی جانب سے مسجد کی تعمیر کرواتا نہیں ہے بلکہ اس مزنیہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، پس معمر واقع میں وہی عورت ہے اور وہ فی الواقع اہل تعمیر ہے اس کی تعمیر اور وقف کرنا شرعاً درست ہے، کما لا یخفی اور مال مصروفہ بھی شرعاً حرام نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو مال کہ معصیت کے ساتھ مشروط ہوتا ہے وہ حرام ہے اور جو مال کہ غیر مشروط بالمعصیت ہو ہرگز حرام نہیں ہوسکتا چنانچہ عالمگیری کی جلد خامس، کتاب الکراہت صفحہ 132 مطبوعہ احمدی بلدہ شاہدرہ میں مصرح ہے۔

''امام محمد کہتے ہیں: کہ اگر نوحہ کرنے والی عورت یا طبلہ یا جا بجانے والے نے اپنی اجرت مقرر کرکے لوگوں سے مال لیا ہو تو اس کو مال مالکوں پر واپس کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ گناہ

کی مزدوری ہے اوراس کا علاج صرف اس کو واپس کرنا ہے اگر مالک اس کو معلوم ہوں توان کو واپس کردے ورنہ وہ مال صدقہ کردے اگرچہ اس صورت میں ان کو اصل مال تو نہ ملے گا لیکن اس کا ثواب ان کو پہنچ جائے گا۔''

پس وہ مسجد ملحق بمسجد ضرار ہرگز نہیں ہو سکتی اور نمازیوں کو ثواب بھی مثل اور مساجد کے حاصل ہوگا اگر وہ مزنیہ اپنے اس مال سے جو مشروط بالمعصیت کرکے حاصل کیا تھا تعمیر کرواتی تولاجرم وہ مسجد ملحق بمسجد ضرار ہوتی اور احکام اس کے اس پر عائد اور وارد ہوتے۔ ھذا ماسخ لیفی ھذا المقام واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ المرام۔ حررہ الراجی عفوریہ الخلاق محمد الدعو یاسحق رزقہ الرزاق حلاوۃ الایمان فی الافاق مہتم مدرسہ احمدیہ بلگام عفی عنہ۔ 2جمادی الثانیۃ 1317ھ۔ صحیح جواب المجیب۔ حررہ محمد عبدالجلیل عفی عنہ۔ الجواب صحیح۔ (سید محمد نذیر حسین)

فتاویٰ نذیریہ

جلد01